علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری
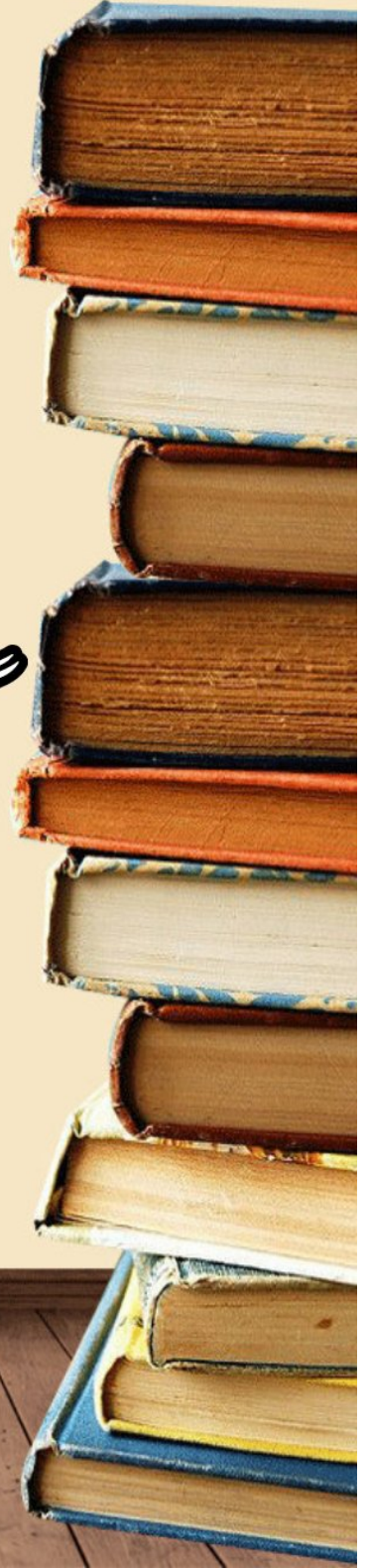
جامعہ تحسینیہ ضیاء العلوم سے جاری شدہ فتاویٰ کا مجموعہ بنام

فتاویٰ ضیاء العلوم

مصدقہ
مظہر مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خان
صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ

نام کتاب: فتاویٰ ضیاء العلوم

مصدقہ: مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خان صاحب محدث بریلوی علیہ

ازقلم: حضرت علامہ مفتی محمد خورشید مصطفیٰ و حضرت علامہ مفتی ذوالفقار احمد رضوی وحضرت علامہ محمد شکیل احمد تحسینی

زیرنگرانی: حضرت علامہ محمد خورشید احمد مصباحی، صدر المدرسین جامعہ تحسینیہ ضیاء العلوم

مرتب وناظم اشاعت: حضرت مولانا توحید احمد خاں رضوی

ملنے کے پتے

جامعہ تحسینیہ ضیاء العلوم، نورانی مرکز، کانکر ٹولہ، بریلی شریف

تحسینی فاؤنڈیشن، چک محمود، تحسینی نگر، پرانا شہر، بریلی شریف

کتاب الایمان

السوال

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ وہابی دیوبندی اہل حدیث وغیرہ سے مسجد اور مزار شریف کے لئے چندہ لے سکتے ہیں یا نہیں اور اگر لے لیں تو کس صورت میں لگا سکتے ہیں؟

(۲) رافضی سے مسجد ومزار کے لئے چندہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) غیر مسلم یعنی ہندو سے مزار کے لئے چندہ لے سکتے ہیں یا نہیں اور لے لیں تو کیا حکم ہے؟

جواب سے آگاہ فرمائیں خلاصہ عین کرم ہوگا۔
المستفتی محمّد نعیم صوفی ٹولہ بریلی شریف۔

الجواب

الجواب بعون الملک الوہاّب (۱/۳) دیوبندی وہابی اہل حدیث جو اپنے اکابرین کی کفریہ عبارات پر مطلع ہوکر انہیں کافر نہ جانتا ہو وہ خود کافر ہے حدیث پاک میں ہے من شکّ فی کفرہ وعذابہ فقد کفر. لھذا مسجد ومزار کے لئے ان سے چندہ لینا ناجائز ہے اور ہنود سے بھی. قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید ''ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجداللہ'' یعنی مشرکوں کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں. اگر لے لیں تو واپس کر دیا جائے کہ مسلمانوں کو جائز نہیں کہ انکا دیا ہوا مال قبول کریں. فتاوٰی رضویہ جلد نہم (ص ۹۴) میں ہے. ایک

حدیث میں ارشاد فرمایا ''انا لا نقبل شئًا من المشرکین'' یعنی ہم مشرکوں سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتے رواہ احمد والحاکم عن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح .اور جنہیں انکی کفریہ عبارت کی خبر نہیں تو ان سے لینا روا بچنا اولیٰ .واللہ تعالیٰ اعلم .

(۲) وہ رافضی جو شیخین پر تبرّا بکتے ہیں اور شیخین پر حضور سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت دیتے ہیں وہ یقیناً گمراہ ہیں .اور اگر خلافت حضرت صدّیق اکبر یا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے منکرین ہیں تو یقیناً کافر ہین .فتاوٰی رضویہ دہم (ص.۵۱۷) میں فتح القدیر وحاشیہ تبیین سے ہے .فی الروافض من فضّل علیّاً علی الثلٰثة فمبدع وان انکر خلافة الصدّیق او عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فهو کافرٌ ان سے چندہ لینا ناجائز اور جو حضرت مولیٰ علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین پر فضیلت نہیں دیتے بلکہ خلیفۂ چہارم مانتے ہیں تو ان سے لینا جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم تحسین رضا غفرلہ المؤرّخہ ۲.ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

السوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے پڑوسی کے حقوق بتاتے ہوئے کہا کہ غیر مسلم کے جنازے میں جا سکتے ہیں اور جو کلمات وہ کہتے ہیں اس سے بچتے ہوئے جائیں .اور یہ بھی کہا کہ اگر خاص رشتہ دار

کا جنازہ ہو تو جاسکتے ہیں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی۔محمد شہنواز خاں.بزریہ عنایت گنج بریلی شریف یوپی

الجواب

الجواب :کافر کے جنازہ میں اس اعتقاد سے جانا کہ وہ لائق شرکت ہے کفر ہے اور اگر یہ نہین تو حرام ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں.اگر اس اعتقاد سے جائیگا کہ اسکا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائیگا اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے حدیث شریف میں فرمایا گیا اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہیئے کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لئے اچھلتا کودتا خوش ہوتا ہوا چلتا ہے کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوگئی۔(الملفوظ حصہ چہارم،ص ۲۵)۔لھذا زید اگر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کافر کے جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے تو اس پر تجدید ایمان فرض ہے اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی اگر کسی کا مرید ہو تو تجدید بیعت بھی ورنہ توبہ پھر بھی لازم ہے۔ہاں فقط اتنی اجازت ہے کہ مردہ کافر اسکا قریبی رشتہ دار ہے تو حق قرابت کے لئے جنازہ کے ساتھ دور دور جاسکتا ہے فتاوٰی رضویہ جلد چہارم،ص ۱۱۳ میں ہے.ہاں ادائے حق قرابت کے لئے اگر اسکے جنازہ کے ساتھ دور دور چلا جائے تو مضائقہ نہیں.واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ محمد خورشید مصطفٰے رضوی غفرلہ ولوالدیہ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم تحسین رضا غفرلہ

السوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔آج کل جو جماعت فرقہ کے لوگ ہیں ان کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے.اگر کسی دعوت میں سنّی وہابی دونوں طرح کے لوگ ہیں تو ہمارے لئے کیاحکم ہے؟ وہاں وہ موجود ہوں اور ہم جائیں بعد کو پتا چلے کہ وہاں وہابی بھی ہیں اور ہم وہاں کھا پی کرآ گئے تو ہمارے لئے کیا حکم ہے.اگر انکے یہاں کسی میّت میں ہم شرکت کریں یا وہ ہمارے یہاں کسی میّت میں شریک ہوں تو ہم پر شریعت مطہرہ کا کیاحکم ہے.اور جو سنّی لوگ انکی دعوت میں کھا پی کرآ جائیں بعد کو معلوم ہوا کہ وہاں پر وہابی شریک تھے تو انکے لئے کیاحکم ہے وضاحت سے جواب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی غائب.

الجواب

الجواب الھمّ ھدایۃالحقّ والصّواب (۱)وہابی دیوبندی کے ساتھ کھانا پینا انکی تقریبات میں دوستانہ شریک ہونا اور اپنی دعوت میں شریک کرنا حرام سخت حرام ہے۔حدیث پاک میں ہے.''لاتواکلوھم ولاتشاربوھم ولاتجالسوھم۔''
(۲)انجانے میں اگر کوئی سنّی ایسی دعوت میں پہنچ جائے جس میں وہابی دیوبندی ہوں بعد پہنچنے کے معلوم ہوا کہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں.توحکم یہ ہے کہ وہاں سے فوراًعلیحدہ ہوجائے۔قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجیدو

الفرقان الحمید''وامّا ینسینّک الشّیطان فلاتقعدبعدالذکرٰی مع القوم'' الظالمین. اوراگردیدہ ودانستہ ایسی دعوت میں جائے تو سخت گنہگارمستحق عذاب نار ہے ایسے شخص پرتوبہ فرض ہے۔

(۳)انکی نماز جنازہ پڑھنی حرام.قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید.''ولاتصلّ علیٰ احدمنھم مات ابداًولاتقم علیٰ قبرہ''اسی طرح انہیں اپنے جنازہ میں شریک کرنا حرام۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد خورشید مصطفیٰ رضوی غفرلہ ولوالدیہ

السوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس عقیدے کے بارے میں۔ کہ زید کا کہنا ہے کہ شیعہ سنّی ودیوبندی اور بریلوی میں بنیادی کوئی اختلاف نہیں.کفرواسلام کا کوئی مسئلہ نہیں ہے شرپسندعناصرنے اختلاف کو ہوادی اوربکرکا کہنا ہے شیعہ دیوبندی ذات خدائے مقترن میں امکان کذب کو مانتے ہیں لھذا سائل گزارش کرتا ہے کہ حقائق اصلیّہ سے واقف کرائیں اور دین مصطفیٰ کا تعاون کریں۔ المستفتی محمد عثمان

کٹکوئیاں بریلی شریف یوپی

الجواب

الجواب بعون الملک العزیزالوھّاب:عقائددیوبندوالے

بسبب توہین خدائے تعالیٰ عزّ وجلّ ورسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کافر ومرتد ہیں.زید کا کہنا کہ شیعہ سنّی ودیوبندی اور بریلوی میں کوئی اختلاف نہیں محض عدم علم اور سخت جہالت پر مبنی ہے بلکہ اگر انکے کفری عقائد پر مطّلع ہو کر انہیں کافر نہ جانے یا شک کرے یا کافر کہنے میں توقّف کرے تو یہ بھی ان ہی کی طرح کافر ہے.جیسا علمائے حرمین شریفین نے بالاتّفاق کفر کا فتوٰی دیکر تحریر فرمایا'' من شکّ فی کفرہ وعذابہ فقد کفر''کیا جس نے یہ کہا کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نصّ قطعی ہے ۔(براہین قاطعہ ص.۵۱.مصنّف خلیل احمد انبیٹھوی)تو کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے علم اقدس پر نہ بڑھایا؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی وسعت علم سے کافر (منکر) ہو کر شیطان کی وسعت علم پر ایمان نہ لایا؟ پھر کیا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی توہین کفر نہیں؟ ضرور ہے اور بالیقین ہے۔کیا جس نے شیطان کی وسعت علم کو نص سے ثابت مان کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے وسعت علم ماننے والے کو کہا کہ تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے.اور کہا کہ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے.اس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا۔جب رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم .کے لئے وسعت علم ماننی شرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصّہ ایمان کا نہیں تو ضرور اتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے .جب تو نبی کے لئے اس کا ماننے والا کافر ومشرک ہوا.اوراس نے وہی وسعت وہی صفت خود اپنے منھ ابلیس کے لئے مانی تو صاف صاف شیطان لعین کو خدا کا شریک ٹھہرا دیا۔مسلمانو.کیا یہ اللہ عزّ وجلّ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم دونوں کی توہین نہ ہوئی.ضرور ہوئی.اللہ تعالیٰ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک بنایا اور وہ بھی کسے ابلیس لعین کو.اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی توہین یوں کی کہ ابلیس کا مرتبہ اتنا بڑھا دیا کہ وہ تو خدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے اور یہ اس سے ایسے محروم کہ ان کے لئے ثابت مانو تو مشرک ہو جاؤ.مسلمانو.کیا خدا ورسول کی توہین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔کیا جس نے کہا کہ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلیّ اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو وبکر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔(بحوالہ حفظ الایمان صفحہ ۸.مصنّف اشرف علی تھانوی) کیا اس نے رسول اللہ صلیّ اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو صریح گالی نہ دی؟ کیا نبی کریم صلیّ اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے؟ کیا یہ کفری عقائد بنیادی اختلاف نہیں؟ ضرور ہیں.انہیں عقائد کفریّہ کے پیش نظر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتوٰی دیا جیسا کہ ماسبق میں گزرا۔فتاوٰی رضویّہ شریف میں ہے علمائے

حرمین شریفین نے فتاوٰی الحرمین شریفین میں دیوبندیوں کی نسبت یوں ارشادفرمایا''ھٰولاء الطوائف کلّھم کفّارون مرتدّون خارجون عن الاسلام'' یہ طائفہ سب کے سب کافرومرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں(فتاوٰی رضویّہ جلد یازدہم،صفحہ۵۷)اسی صفحہ پر ہے کہ اکابر نے تقریظات حسام الحرمین شریف میں جابجانام بنام ثلٰثہ سابقہ پرحکم کفرفرمایا''انّ غلام احمد قادیانی ورشیداحمد ومن تبعہ کخلیل احمد انبیٹھی واشرف علی وغیرھم لاشبھۃ فی من شکّ بل فیمن توقّف فی کفرھم بحالٍ من الاحوال'' غلام احمد قادیانی ورشیداحمداور جواس کے پیروں ہوں جیسے خلیل احمدانبیٹھی اوراشرف علی تھانوی وغیرہ.ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے .بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقّف کرےاس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔رہا شیعہ کا عقیدہ تو جوتبرا بکتے ہیں اورسیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخلفائے ثلٰثہ پر فضیلت دیتے ہیں وہ یقیناً گمراہ بددین ہیں.اور جوشیخین کی خلافت ہی کے منکر ہیں وہ یقیناً کافرومرتد ہیں۔فتاوی رضویّہ میں فتح القدیراورحاشیہ تبیین سے ہے''فی الروافض من فضّل علیّاعلی الثلٰثہ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدّیق او عمر رضی للہ تعالیٰ عنھمافھوکافر''۔(فتاوٰی رضویّہ جلددہم صفحہ۱۷)۔حدیث

پاک میں خاص اس قوم کا نام لیکراس سے قطع تعلّق کا حکم آیا ہے حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں ''یاتی قوم لهم نبذ یقال لهم الرّافضة لا یشهدون جمعةً ولا جماعةً ویطیعون السّلف فلاتجالسوهم ولاتوکلوهم ولاتشاربوهم ولا تناکحوهم واذامرضوا فلاتعودهم واذاماتو فلاتشهدوهم ولا تصلوا علیهم ولاتصلّوا معهم'' تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ ردّالرافضہ کا مطالعہ کریں.

کتبہ محمد خورشید مصطفیٰ رضوی غفرلہ ولوالدیہ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم تحسین رضا غفرلہ

السوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان کو مردود سمجھتا ہوں اور کہتا ہے ان کو برا کہنا میری نجات کا ذریعہ ہے اوران پر طرح طرح کے الزام لگاتا ہے ۔لھذا ایسا عقیدہ رکھنے والے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ایسے شخص سے ملنا جلنا اوراس کے غم وخوشی میں شامل ہونا چاہئے یانہیں؟ جو شخص اس سے ملے جلے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی ۔فقط والسّلام ۔

المستفتی محمد سراج احمد جیاپور بریلی شریف یوپی

الجواب

الجواب بعون الملک الوھّاب زید بدتر خبیث رافضی تبرّائی ہے اس سے ملنا جلنا حرام سخت حرام اسکی بیاہ شادی غمی خوشی میں شریک ہونا حرام۔حدیث پاک میں ہے"فلاتجالسوھم ولاتوکلوھم ولاتشاربوھم ولا تناکحوھم واذامرضوا فلاتعودھم واذاماتوافلاتشھدوھم ولا تصلّ علیھم ولاتصلّوا معھم"۔ فتاوٰی رضویّہ شریف میں ہے.اللہ عزّ وجلّ نے سورۂ حدید میں صحابۂ سیّدالمرسلین علیہ کی دوقسمیں فرمائیں ایک وہ کہ قبل فتح مکّہ شریف مشرّف بایمان ہوئے اور راہ خدا عزّ وجل میں مال خرچ کیا.اور جہاد کیا.دوسرے وہ کہ بعد میں ایمان لائے پھر فرمایا"وکلّا وعدالله الحسنٰی "دونوں فریق سے اللہ تعالٰی نے بھلائی کا وعدہ فرمایا.اورجن سے بھلائی کا وعدہ فرمایاان کوفرماتا ہے "اولٰئک عنھا مبعدون""وہ جہنّم سے دوررکھّے گئے.اورفرماتاہے"لا یسمعون حسیسھا"اس کی بھنک تک نہ سنیں گے.اورفرماتاہے"وھم فی ماشتھت انفسھم خالدون لا یحزنھم الفزع الاکبر" قیامت کے دن سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کریگی.اورفرماتاہے"وتتلقّھم الملٰئکة" اورفرشتے ان کااستقبال کریں گے۔اورفرماتاہے"ھذا یومکم الّذی کنتم

تــوعــدون" یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا، رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزّ وجلّ بتا تا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے پس وہ اللہ واحد قہّار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جنمیں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں رب عزّ وجلّ نے اسی آیت میں اس کا منھ بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابی رضی اللہ عنھم سے بھلائی کا وعدہ کرنے کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا "والـلـه بماتعملون خبير" اور اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے باایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنّم جائے۔ علّامہ شہاب الدّین خفاجی نسیم الرّیاض شرح شفا امام قاضی ابو عیاض میں فرماتے ہیں "ومــن يــكــون يـطـعـن فـى معاويةفذاك كلب مّن كلاب الهاويه" جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنّم کے کتّوں میں سے ایک کتّا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد یازدھم صفحہ ۸۶)۔ جو شخص اس سے ملے جلے وہ بھی اسی کی رسّی میں جکڑا جائے گا حدیث پاک میں ہے "الــمــرء مع من احبّ "۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصّواب۔

کتبہ محمد خورشید مصطفیٰ رضوی غفرلہ ولوالدیہ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم تحسین رضا غفرلہ

المؤرّخہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ

السوال

کیا فرماتے ہیں علمائے امّت ومفتیان اہلسنّت مسائل ذیل کے بارے میں (۱) بعد دفن میّت قبر پر اذان دینا جائز ہے یا ناجائز. اگر جائز ہے تو کیوں دی جاتی ہے؟ (۲) مزار شریف پر چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کیوں چڑھاتے ہیں؟ (۳) کیا کھڑے ہوکر سلام پڑھنے سے حضور ﷺ کو پہونچ جاتا ہے؟ (۴) فاتحہ کا ثبوت کہاں سے ہے؟ جن کے نام پر فاتحہ ہوتی ہے کیا وہ اسے کھاتے ہیں؟ (۵) کچھ لوگ مذکورہ باتوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب ناجائز واسراف ہے ایسے لوگوں کے یہاں اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، بیاہ شادی کرنا کیسا ہے؟ (۶) اگر ایسے لوگوں کے یہاں پہلے سے کوئی رشتہ داری ہوتو کیا کرنا چاہئے.؟ (۷) جولوگ جان بوجھ کر ایسے لوگوں سے راہ ورسم رکھیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جمیع سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی محمد غلام سرور رضوی ابن محمد عبدالسّجان۔ مقام: پوسٹ اعظم نگر ضلع کٹیہار صوبہ بہار (ہند) المورخہ.۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ مطابق.۱۸ فروری ۲۰۰۷ء۔

الجواب

الجواب اللّٰھم ھدایۃالحقّ والصّواب۔(۱) بعد دفن میّت قبر پر اذان دینا بلاشبہ جائز ومستحسن ہے۔اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین

وملّت امام احمد رضا خان قدس سرّہ السّامی نے اپنے رسالہ بنام ''ایــذان الاجر فی اذان القبر ''میں تقریباً پندرہ دلائل سے ثابت فرمادیا ہے کہ قبر پر اذان دینا جائز ہے۔اس کونہیں مانے گا مگر اصول شرع سے جاہل یا وہابی یا دیوبندی بے دین۔اور قبر پر اذان کیوں دی جاتی ہے اس سلسے میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرّہ نے رسالۂ مذکورہ میں میّت کے لئے سات فوائد تحریر فرمائے ہیں ''مـن شـاء الـتّـحقیق فلیرجع الیھا ''۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) مزارات اولیاء اللہ علیھم الرّضوان پر چادر چڑھانا جائز ہے.اور اس لئے چڑھاتے ہیں کہ عوام کی نظر میں صاحب مزار کی عظمت واہمیّت ظاہر ہو۔ فتاوٰی شامی کتاب الکراہیّت میں ہے ''قال فـــــی فتـــــاوٰی الـحـجۃ وتـکـرہ السّـتـور علی القبور ولٰکن نحن نقول الآن اذا قـصـد بـہ الـتّـعـظیـم فـی عیون العـامّۃ حتّی لا یـحـتـقـروا صاحب القبر بل جلب الخشوع والادب لـلـغـافـلـین والـزّائـرین فھـو جـائـزٌ لانّ الاعـمـال بـالـنیّـات''۔ یعنی فتاوٰی حجّہ میں ہے کہ قبروں پر غلاف، پردے (چادر) ڈالنا مکروہ ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ آج کل اگر اس سے عوام کی نگاہ میں تعظیم مقصود ہو تا کہ وہ صاحب قبر کی تحقیر نہ کریں بلکہ غافلوں کو اس سے ادب اور خشوع حاصل ہو تو جائز ہے کیوں کہ عمل کا مدار نیّت پر ہے۔اور تفسیر روح البیان، پارہ ۱۰ سورۂ توبہ، آیت ۱۸ رمیں ہے ''انـــمـــا یــعـــمــر

مساجداللہ من اٰمن باللہ" کے تحت ہے"فبناء القبات علیٰ قبورالعلماء والاولیاء والصّلحاء ووضع السّتوروالعمائم والثیاب علیٰ قبورھم امرٌجائزٌاذا کان القصدبذالک التّعظیم فی اعین العامّۃحتیّ لایحتقروا صاحب القبر" یعنی علماء،اولیاءاور صلحاء کی قبروں پر گنبد بنانااوران پرغلاف اورعمامہ اور کپڑے چڑھانا جائز کام ہیں جب کہ اس سے مقصود ہو کہ عوام کی نگاہ میں ان کی عزّت ہواور لوگ ان کو حقیر نہ جانیں۔(بحوالہ جاء الحق جلدا،صفحہ۲۸۵)۔ اور پیشوائے اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدّس سرّہ تحریر فرماتے ہیں"اور قبوراولیاء کرام قدّسنااللہ باسرارھم پرچادربقصد تبریک ڈالنا مستحسن ہے ، قال اللہ تعالی ذلک وادنیٰ ان یعرفن فلایوذین، عارف باللہ علاّمہ سیّدی عبدالغنی نابلسی قدّس سرّہ القدسی نے کشف النّور عن اصحاب القبور میں اس کی تصریح فرمائی ہے، پھر علاّمہ شامی علیہ الرّحمہ نے عقودالدّریّہ میں اسے نقل کیااور مقرّر رکھا۔(فتاویٰ رضویّہ جلد ۴ صفحہ ۹۸)۔ مذکورہ بالا جمیع عبارات سے روز روشن کی طرح صاف عیاں ہوگیا کہ مزارات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر بقصد تعظیم وتکریم چادر چڑھانا جائز ومستحب ہے۔اورالحمدللہ یہی ہم اہل سنّت و جماعت کاعقیدہ وشیوہ ہےاورانشاءاللہ العزیز رہے گا،اس سے وہی روگردانی کرے گا جواللہ تعالیٰ کے ولیوں کا دشمن اوردل کااندھا

ہوگا ایسے ہی لوگوں کے بارے میں خالق کائنات جلّ وعلا نے ارشاد فرمایا ہے''فانّھا لاتعمی الابصارولٰکن تعمی القلوب الّتی فی الصّدور''۔(پ۱۷،ع ۱۳، سورۃ الحج) ترجمہ۔تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ (کنزالایمان)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳)صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ تعمیل حکم الٰہی،سنّت ملٰئکہ،غلامی مصطفٰی ﷺ کا کامل ثبوت،موجب حسنات وبرکات اور شعائر اہل سنّت وجماعت اور ناجائز بتانا شعائر وہابیّت ودیوبندیّت ہے۔ پرودگار عالم جلّ جلالہ کا سنّیت افروز اور دیوبندیّت سوز فرمان عالی شان ہے''انّ اللّٰہ وملٰئکتہٗ یصلّون علی النّبی یٰایّھاالذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً''۔ (پ۲۲،آیت۵۶،ع۴، سورۃ احزاب) ترجمہ۔بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے(نبی) پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو ۔(کنزالایمان)۔اور حدیث پاک میں ہے ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی''قال رسول اللّٰہ ﷺ من صلّ علیَ واحدۃً صلّ اللہ علیہ عشراً''،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمت نازل فرماتا ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی '' قال رسول اللّٰہ ﷺ اولی النّاس بی یوم القیٰمۃاکثرھم علیّ

صـــلـــوٰـــۃٍ'' رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ وہ شخص میرے قریب ہوگا جو کثرت سے مجھ پرصلوٰۃ(درود) بھیجے گا ۔(مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ،ص۸۶)۔اور بیشک ہماراصلوٰۃ وسلام پڑھنا حضورسرور کائناتﷺ کوپہونچتا ہے۔مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبیﷺ ،ص۸۶/ ۸۷ میں ہے۔پہلی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ''قـــال رسـول الـلـه ﷺ مـن صـلّـیٰ علیّ عند قبری سمعته ومـن صلّیٰ علیّ نائباًابلغته'' رسول پاکﷺ نے ارشادفرمایا جوشخص مجھ پر میری قبر کے پاس صلوٰۃ بھیجتا ہےتو میں اسے بذات خودسنتا ہوں اور جودور سے مجھ پرصلوٰۃ بھیجتا ہےتو مجھے پہونچادیا جا تا ہے۔دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ''قـــال رسـول الـلـه ﷺ انّ لـلّـه ملٰئکةسیّاحین فی الارض یبـلّـغـونـی من امّتی السّلام'' اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کے پیارے رسولﷺ نے ارشادفرمایا کہ بیشک اللہ کے کچھ مقرّب فرشتے ہیں جو زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہونچاتے ہیں۔تیسری حدیث پاک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ''صـلّـو عـلـیّ فانّ صلوٰتکم تبلّغنی حیث کنتم'' حضورﷺ نے ارشادفرمایا مجھ پرصلوٰۃ بھیجا کرو بیشک تمہارا پڑھنا مجھے پہونچ جاتا ہےتم جہاں کہیں بھی رہو۔چوتھی حدیث حضرت عبدالرّحمٰن بن عوف سے مروی

''خرج رسول اللّٰه ﷺ حتّیٰ دخل نخلاً فسجد فاطال السّجود حتّیٰ خشیت ان یکون اللّٰه تعالیٰ قد توفّاہ قا ل فجئت انظر فرفع راُسه فقال مالک فذکرت له ذالک قال انّ جبرئیل علیه السّلام قال لی الا ابشّر ك انّ اللّٰه تعالیٰ عزّ وجلّ یقول لک من صلّیٰ علیک صلوٰۃ صلّیت علیه ومن سلّم علیک سلّمت علیه '' حضرت عبدالرّحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو آپ نے اتنا لمبا سجدہ فرمایا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات عطا کر دی ہے، فرماتے ہیں کہ میں جوں ہی دیکھنے گیا تو آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا تجھے کیا ہو گیا چنانچہ وہ بات میں نے بیان کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک جبرئیل علیہ السّلام نے مجھ سے کہا کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سنادوں، بیشک اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ آپ کے لئے فرماتا ہے کہ جو آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے گا میں بھی اس پر صلوٰہ وسلام بھیجوں گا؛ یعنی رحمت وسلامتی نازل کروں گا، یہ جملہ احادیث طیّبہ صلوٰۃ وسلام کے جواز پر حجّت قاہرہ، موئیّد ملّت طاہرہ، قاطع بدعت ضلالہ، سنّیت مگن، دیوبندیّت شکن ہیں جن کا اقرار موجب اجر وثواب اور ان کا انکار باعث خسران و ہلاک ہے۔ واللہ تعالیٰ جلّ شانہ اعلم۔

(۴) فاتحہ جو کہ درحقیقت ایصال ثواب ہی ہے بلاشبہ جائز اور احادیث

واقوال فقہا سے ثابت ہے۔ حدیث پاک میں ہے "عن سعد بن عبادۃ قال یا رسول اللہ ﷺ انّ امّ سعدٍ قد ماتت فایّ الصّدقۃ افضل قال الماء فحفر بئراً وقال ھٰذہ لامّ سعدٍ"۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضل الصّدقہ، ص ۱۶۹)۔ یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بے شک ام سعد (میری ماں) کا انتقال ہوگیا ہے (ان کے ایصال ثواب کے لئے) کون سا صدقہ افضل رہے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانی، تو (حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) ایک کنواں کھدوا کر اعلان فرمادیا کہ یہ امّ سعد کے لئے ہے۔ (یعنی ام سعد کے ایصال ثواب کے لئے ہے)۔ اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور میں ہے "**وبعض روایات آمدہ کہ روح میّت می آید خانۂ خود راشب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدّق کنند ازوے یا نہ**" یعنی جمعرات کو میّت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کیا اس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ انوار ساطعہ، ص ۱۴۵ میں ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تیسرے، ساتویں، چالیسویں، چھٹے ماہ اور سال بھر بعد صدقہ دیا۔ فتاویٰ شامی میں ہے "ویقرأ من القرآن ماتیسّر لہ من الفاتحۃ واوّل البقرۃ الی المفلحون وآیۃ الکرسی وآمن الرّسول وسورۃ یٰسٓ وتبارک الّذی بیدہ الملک

وسورۃالتّکاثر والاخلاص اثنیٰ عشرمرّۃًاو احد عشر او سبعاً اوثلاثاًثمّ یقول اللھمّ اوصل ثواب ماقرأناالیٰ فلاں او ایّھم'' یعنی قرآن میں جومیسّر ہو پڑھے،سورۂ فاتحہ،شروع سورۂ بقرہ سے''مــفــلــحــون'' تک ایۃ الکرسی،اٰمن الرّسول،سورۂ یٰسین شریف،سورۂ ملک،سورۂ تکاثر،اور سورۂ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین دفعہ پھر کہے اے اللہ جو کچھ ہم نے پڑھا اس کا ثواب فلاں یا فلاں کو پہونچا۔اور فتاویٰ عزیزیہ، ص۷۵ میں ہے'' **طعامیکه ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند برآں قل وفاتحه ودرود خواندن متبرّک میشودوخوردن بسیار خوب است** '' یعنی جس کھانے میں حضرت حسنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی نیاز کریں اس پر قل،فاتحہ،اور درود شریف پڑھنا باعث برکت اوراس کا کھانا بہت اچھا ہے۔ان تمام اقوال فقہا سے ثابت ہو گیا کہ فاتحہ دینا جائز اور کارثواب ہے۔ جہاں تک رہا یہ اعتراض کہ جس کے نام سے فاتحہ دی جاتی ہے کیا وہ اسے کھاتے ہیں،تو جیسا کہ ہم نے پہلے ہی بیان کر دیا ہے کہ فاتحہ دراصل ایصال ثواب ہے اورثواب کھائی جانے والی چیز نہیں بلکہ نامۂ اعمال میں درج ہوتا ہے۔لہٰذا معترض کا اعتراض بے اصل وبےسوداور جہالت پرمبنی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) یہ وہ لوگ ہیں جن کے پیشواؤں اور مقتداؤں مثلاً اشرف علی تھانوی ،رشید احمد گنگوہی،قاسم نانوتوی،اور خلیل احمد انبیٹھوی وغیرھم کوان کی کتاب

حفظ الایمان، تحذیرالنّاس اور براہین قاطعہ وغیرھا کی عبارات کفریّہ قطعیّہ کی بناپرصدہا علماءعرب وعجم ومفتیان حلّ وحرم نے کافرومرتد گردانتے ہوئے یہ حکم صادرفرمایا'' من شکّ فی کفرہ وعذابہ فقد کفّر'' ان کے متبعین اگرچہ کفرنہیں کرتے مگرکم ازکم ان کی کفریہ عبارات پریقینی اطلاع کے باوجود انہیں مسلمان ضرور سمجھتے ہیں۔لھذاوہ بھی انہیں کے زمرے میں داخل ہیں۔ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ قسم کھاکر ارشادفرماتے ہیں''لایحبّ رجُل قوماً الّا جعلہ اللہ معھم ''یعنی جوجس قوم سے دوستی کرے گااللہ تعالیٰ جلّ شانہ اسے انہیں کے گروہ میں اٹھائے گا۔ اورفرماتے ہیں''المرء مع من احبّ''یعنی آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہوگا۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہّ ، ج۹،ص ۱۸۲،نصف اوّل)۔ ایسے لوگوں کے یہاں کھانا، پینا،آنا، جانا،اٹھنا، بیٹھنا،شادی بیاہ کرنا، سب ناجائزوحرام ہے کہ ان کی صحبت ایمان کے لئے زہرقاتل ہے۔حدیث پاک میں ہے۔حضور سرورکائنات ﷺ نے ارشادفرمایا''انْ مرضوافلا تعودوھم وانْ ماتوا فلاتشھدوھم وان لقیتم فلا تسلّمواعلیھم ولا تجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتوکلوھم ولا تناکحوھم ولاتصلّواعلیھم ولاتصلّوامعھم''۔(مسلم شریف)۔یعنی یہ بدمذہب اگربیمار پڑیں تو ان کی عیادت کونہ جاؤ،مرجائیں توان کے جنازہ میں شریک نہ ہو،ان

سے ملاقات ہوتو انہیں سلام نہ کرو، نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ہی ان کے یہاں شادی بیاہ کرو، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو، اور نہ ہی ان کے ساتھ نماز ادا کرو۔ دوسری حدیث پاک میں ہے''ایّــــاکــم وایّـاھـم لا یضلّـونکم ولا یفتنونکم'' یعنی انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو، وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ مین نہ ڈال دیں۔(بحوالہ ملفوظات اعلیٰ حضرت قدّس سرّہ العزیز حصہّ ۲ ص ۸۸ بنام الملفوظ)۔ الحمد للہ ہم نے مذکورہ مسائل کو قرآن وحدیث اور اقوال علماء وفقہا کی روشنی میں مختصر دلائل وبراہین سے ثابت ومحقّق کردیا ہے۔ اگر کوئی بدعقیدہ انہیں ناجائز واسراف بتاتا ہے تو اپنے قول کی سچّائی میں وہ بھی قرآن وحدیث اور اقوال علماء وفقہا سے دلائل پیش کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ صبح قیامت تک نہیں پیش کرسکتا۔ واللہ یھدی الی الرّشد من یّشاء۔ اس لئے کہ کسی چیز کے ناجائز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یا تو فی نفسہ اس میں شر ہو یا شریعت مطہّرہ نے اس سے منع فرمایا ہو اگر دونوں نہیں تو بلا شبہ وہ جائز ہے۔ کہ جائز ہونے کو اس قدر کافی ہے کہ شریعت نے منع نہ فرمایا ہو۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں''انّ اللــہ فـرض فـرائض فلا تـضـیـعـوھـا وحـرّم حـرمـات فـلا تـنتھـکـوھـا وحدّحدوداًفـلا تـعتدّوھـاوسـکـت عـن أشیاءٍ من غیـرنسیـان فـلاتبـحـثواعنھا'' بے شک اللہ عزّ وجلّ نے کچھ

باتیں فرض کی ہیں انہیں نہ چھوڑو،اور حرام فرمائیں ان پر جرأت نہ کرو،اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو،اور کچھ چیزوں کا کوئی حکم قصداً ذکر نہ فرمایاان کی تفتیش نہ کرو ممکن ہے کہ تمہاری تفتیش سے حرام فرمادی جائیں۔دوسری حدیث حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی''الحلال ما احلّ اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو ممّا عفا عنہ''جو کچھ اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے.اور جو کچھ حرام فرمادیا وہ حرام ہےاور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے''ما أحلّ فھو حلالٌ وما حرّم فھو حرامٌ وما سکت عنہ فھو عفوٌ'' جسے اللہ ورسول نے حلال کہا وہ حلال ہے، جسے حرام کہا وہ حرام ہےاور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔(بحوالہ فتاویٰ افریقہ،ص۱۱۴)۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶)ایسے لوگوں کو پہلے پیار ومحبت سے سمجھایا جائے ہوسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ توفیق دے تو ہدایت نصیب ہوجائے اگر سمجھانے سے باز نہ آئیں اور اپنی ہٹ دھرمی وکج فہمی پر قائم رہیں تو ان سے اس طرح قطع تعلّق کرلیا جائے جیسے دودھ سے مکھی نکال کر پھینک دی جاتی ہے خواہ وہ بیٹا یا باپ یا بھائی یا کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو کہ ایمان کا رشتہ ہی موجب نجات ہے۔اللہ ربّ العزّت جلّ جلالہ ارشاد فرماتا ہے''لا تجد قوماًیؤمنون باللہ والیوم الآخریوادّون من حآدّاللہ ورسولہ ولوکانوآآباؤھم او ابناء ھم ا واخوانھم

اوعشیـــرتھــم ''۔ (پ۲۸،ع۳،سورۃ المجادلہ آیۃ ۲۲)۔یعنی تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اوراس کے رسول سے مخالفت کی **ترجمہ لکھنا ہے۔** (کنزالایمان)۔دوسری جگہ فرماتا ہے''ولاتــرکـنـواالـی الّـذیـن ظـلـموافتمسّکم النّارومالکم من دون اللہ من اولیآء ثـمّ لاتنصرون''(پ۱۲،ع۱۰،سورۂ ھود،آیت۱۱۳)۔اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئیگی اور اللہ کے سواتمہاراکوئی حمایتی نہیں،پھرمدد نہ پاؤ گے۔(کنزالایمان)۔ اور جولوگ جان بوجھ کر بھی ایسے لوگوں سے راہ ورسم اور کسی قسم کا تعلّق رکھتے اور بتانے وسمجھانے پر بھی باز نہیں آتے ان کا سخت سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے''وامّـاینسینّک الشّیطان فلا تقعدبعدالذّکریٰ مع الـقوم الظّالمین ''۔(پ۷،ع۱۴،سورۃ الانعام،آیۃ ۶۸)۔اور جو کہیں تجھے شیطان بھلائے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔(کنزالایمان)۔واللہ تعالیٰ اعلم۔''عـلـیـہ تـوکّلت و الیـہ اُننیب''

کتبہ ذوالفقاراحمدالرضوی العلیمی

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم:

تحسین رضاغفرلہ

صحّ الجواب بعون الملک الوھّاب: قاضی شہید عالم رضوی

التّاریخ:۲۳صفر المظفّر ۱۴۲۸ھ

السّوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں جو اہل سادات کے بغض وعداوت میں مرا، اس کو کافر کہیں گے یا نہیں؟ اور یزید بن معاویہ امام حسین سے بغض وعداوت رکھتا تھا یا نہیں؟ یزید کافر ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: غلام محمد قادری کھریاں کلاں رام پور۔

الجواب

باسمہ تعالیٰ الجواب اللّٰھمّ ھدایۃالحقّ والصّواب۔ بلاشبہ یزید باجماع اہل سنّت ایک ظالم وجابر، فاسق وفاجر، ساقط وشاطر، مرتکب کبائر انسان تھا جس نے حرمین طیّبین کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد نبوی میں گھوڑے باندھ کر ان کی لید اور پیشاب سے ممبر اطہر کو آلودہ کیا، تین دن تک مسجد نبوی ﷺ بے اذان ونماز رہی، ہزاروں صحابۂ کرام کو بے گناہ شہید کیا، کعبۂ معظّمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف کو جلا دیا، مدینۂ طیّبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ ﷺ کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ ان کے علاوہ یزید پلید کی اور بھی بہت ساری زیادتیاں ہیں جن کی بنا پر حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین وموافقین یزید پلید کو کافر کہتے ہیں، اور یہ

تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں،اوراس آیۃ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں''فھل عسیتم ان تولّیتم ان تفسدوافی الارض وتقطّعواارحامکم اولیئک الّذین لعنھم اللہ فاصمّھم واعمٰی ابصارھم''۔(پ۲۶،ع۷،سورۂ محمد(ﷺ))۔یعنی کیا قریب ہے کہ اگر والیٔ ملک ہوتو زمین میں فساد کرواور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کردیا اوران کی آنکھیں پھوڑ دیں،اس میں شک نہیں کہ یزید نے والیٔ ملک ہوکر قطع رحم کیا اورزمین میں فساد پھیلایا اوراس سے بڑھ کرزمین میں اور کیا فساد ہوگا؟لیکن ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تکفیر ولعن سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ اس سے فسق وفجور تو متواتر ہیں ،کفر متواتر نہیں۔اور مجال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ تکفیراور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں،لقولہ تعالیٰ عزّ وجلّ''فسوف یلقون غیّاً الّا من تاب''اورتوبہ تادم غرغرہ مقبول ہےاوراس کاعدم پر جزم نہیں اوریہی احوط واسلم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:ذوالفقاراحمد الرضوی العلیمی

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم قاضی شہید عالم رضوی

المورّخہ ۲۹صفر ۱۴۲۸ھ.

السوال

کیا فرماتے ہیں علمائے امّت ومفتیان اہلسنّت مسئلۂ ذیل کے بارے

میں کہ زید کا کہنا ہے کہ حضرت غوث اعظم انبیاء ہیں۔ مسجد کے امام صاحب نے اسے سمجھایا کہ کوئی ولی صحابی نہیں ہوسکتا، انبیاء کہاں سے ہوگا؟ لیکن اس نے نہ مانااور یہی کہتا رہا۔لھذا ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز نبوّت وولایت میں کیا فرق ہے؟

المستفتیان: تمام مصلیان سنہری مسجد اسلام نگر قصبہ سیتھل. بریلی شریف

بابت:۱۱مارچ ۲۰۰۹ء بروز ھفتہ

الجواب

باسمہ تعالیٰ الجواب اللھمّ ھدایۃالحق والصّواب۔ تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ آل رسول اور ولی ہیں نبی نہیں، کیوں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کا نبی ہونا محال ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے" ماکان محمدٌابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم لنّبیّین''۔ (پ۲۲، ع۲،سورۃالاحزاب)۔ یعنی محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ،ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔(کنزالایمان)۔ حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا''لا نبیّ بعدی'' یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔حضرت علامہ صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ آیۃ مذکورہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ''یعنی آخرالانبیاء کہ نبوّت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوّت کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل

ہوں گے تو اگر چہ نبوّت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمد ﷺ پر عامل ہوں گے''۔ اور حضرت علامہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''حضور خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ عزّ وجلّ نے سلسلۂ نبوّت حضور پر ختم فرما دیا کہ حضور کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا''۔ (بہارشریعت، ج۱،ص۱۸)۔اور صفحہ ۱۵/ پر فرماتے ہیں ''ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا''۔اگر کوئی شخص کسی غیر نبی کو نبی جانتا ہے یا کسی نبی کے برابر سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے۔امام اجل حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں ''کذٰلک یکفر من ادّعیٰ بنبوّۃ مع نبیّنا ﷺ او بعدہ ''یعنی جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوّت کا ادعا کرے کافر ہے۔(بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج٦،ص۵۷)۔ اور حضرت علامہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جو شخص حضور (ﷺ) کے زمانہ میں یا حضور (ﷺ) کے بعد کسی کو نبوّت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے۔(بہارشریعت، حصہ۱۲،ص۵۷)۔اور فرماتے ہیں ''جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۱،ص۱۵)۔ الحاصل زید غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو انبیاء کہنے کی وجہ سے خارج از اسلام ہوگیا، اگر بیوی رکھتا ہے تو بیوی نکاح سے نکل گئی،اس پر لازم ہے کہ توبہ اور تجدید ایمان کرے، بیوی رکھنا منظور ہو تو مہر جدید کے ساتھ تجدید نکاح بھی کرے۔اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو علاقہ کے سارے مسلمان اس کا شرعی

بائیکاٹ کریں بایں طور کہ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سلام وکلام جمیع معاملات یکسر بند کردیں۔فرمان باری تعالیٰ ہے ’’فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین‘‘۔(پ۷، ع۱۴، سورۃ الانعام)۔ نبوّت وولایت میں فرق یہ ہے کے نبی وہ ذات مبارک ہے جسے اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہو اور اس کی طرف وحی شرع کی جاتی ہو۔اور ولی وہ ذات گرامی ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے قرب ورضا سے سرفراز فرماتا ہے۔ ہر نبی ولی ہوتا ہے لیکن کوئی بھی ولی نبی نہیں ہوتا۔ نبی کی ولایت ارفع واعلیٰ ہوتی ہے اور غیر نبی کی ولایت کا درجہ نبی کی نبوّت وولایت سے کم تر ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: ذوالفقار احمد الرضوی العلیمی التّاریخ: ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص ایک دن آکر کہتا ہے کہ مولانا صاحب کو یہ کہتے سنا ہے کہ ایک غیر مقلد کے جنازے کی نماز پڑھنے والے کو تجدید نکاح وتجدید ایمان کرنا پڑا، اب وہی شخص غیر مقلد کی بیٹی کی منگنی میں کھانا کھاتا ہے اس شخص کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: خلیل الرحمٰن نوادہ شیخان پرانا شہر بریلی شریف یوپی

الجواب

باسمہ تعالیٰ الجواب اللھمّ ھدایۃ الحقّ

والصّواب: غیر مقلدین اپنے عقائد باطلہ اوراقوال خبیثہ کی بنا پر بحکم فقہاء کرام کافر ومرتد اور خارج از جماعت اہل سنت ہیں۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔طوائف مذکورین وہابیہ، ونیچریہ، وقادیانیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ خذل اللہ تعالیٰ اجمعین ان آیات کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعاً یقیناً کفار ومرتدین ہیں۔(فتاوٰی رضویہ، ج ۶،ص۹۰)۔ بایں سبب ان سے میل جول قطعی حرام، ان سے سلام وکلام حرام، انہیں پاس بٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام، مرجائیں تو مسلمانوں کا سا انہیں کفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام، ان پر نماز پڑھنا حرام، انہیں مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، ان کی قبر پر جانا حرام، اوران کے یہاں آنا، جانا، کھانا، پینا اور شادی بیاہ کرنا حرام۔فرمان باری تعالیٰ ہے"واما ینسینّک الشیطان فلاتقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین"۔ (پ۷.ع ۱۴بسورۂ انعام)۔ ترجمہ:اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آنے پر ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ حدیث شریف میں ہے"عن أبی هريرة قال رسول الله ﷺان مرضوا فلاتعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتم فلا تسلّموا عليهم ولا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولاتؤاكلوهم ولاتناكحوهم ولا تصلّوا معهم"۔(مسلم شریف)۔

لھذا شخص مذکورہ کہ جس نے غیر مقلد کی بیٹی کی منگنی میں شریک ہوکر کھانا کھایا اس پر لازم ہے کہ وہ علانیہ توبہ کرے اور آئندہ اا ایسی حرکت سے باز رہنے کا سچا پکا عہد کرے، اگر ایسا نہیں کرتا تو مسلمان اس کا شرعی بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: ذوالفقار احمد الرضوی العلیمی التّاریخ: ۱۹ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ بکر اور ہندہ اور ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی کافر تھے۔ پھر بکر اور ہندہ اور ان کی اولاد بقرعید کی پہلی تاریخ ۱۴۲۷ھ کو مولانا رضوان علی کے ہاتھ کلمۂ طیبہ پڑھ کر مشرف بااسلام ہوئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی نام بھی رکھے گئے اور یہ لوگ اسلامی طریقے سے زندگی گزارنے لگے اب محلے والوں کا کہنا ہے کہ بکر کو ختنہ کرانا اور ہاتھوں میں جو مورتی کی تصویریں اور پیدائشی نام لکھا ہے ان دونوں کا ہٹانا ضروری ہے۔ آیا یہ ضروری ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد بلال ابن محمد حسن نو مسلم بارہ بنکی دیوا شریف یوپی

بتاریخ: ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ

الجواب

الجواب اللھمّ ھدایۃالحقّ والصّواب: بالغ شخص اگر مشرف باسلام ہوا اور ختنہ کی استطاعت رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ ضرور ختنہ

کرائے۔ حدیث پاک میں فرمایا "الق عنق شعر الکفر ثم اختن"۔ خود کر سکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کرے ورنہ ایسی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو اس سے نکاح کرے کہ وہ اس کا ختنہ کردے پھر اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے۔ اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہو سکیں تو حجام سے کروائے کہ ایسی ضرورت کے لئے ستر دیکھنا، دکھانا منع نہیں۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۱۸.ج ۹.نصف اول میں ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے "قیل فی ختان الکبیر اذا امکن ان یختن نفسه فعل والا ان یمکنه ان یتزوج اویشتری ختانه فتختنه وذکر الکرخی فی الجامع الصغیر و یختنه الحمامی وکذافی العتابیه"۔ (فتاویٰ عالمگیری، ص ۳۵۷، ج ۵)۔ اور درمختار میں ہے "ینظر الطبیب الیٰ موضع مرضها بقدر الضرورة"۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ص ۸۱، ج ۹، نصف اول)۔ اور اگر ختنہ کی استطاعت نہیں رکھتا یعنی بہت ضعیف ہے تو اس کو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ ایسا ہی بہار شریعت ص ۲۰۱ میں ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری ص ۳۵۷.ج ۵. میں خلاصہ کے حوالے سے ہے "الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اهل البصر لایترك لان ترك الواجب بالعذر جائز فترك السنة اولیٰ"۔ جہاں تک رہا ہاتھوں میں مورتی کی تصویروں اور نام کا گودا ہوا ہونا تو اگر تکلیف شدید کے

بغیر ان کا مٹانا ممکن ہوتو مٹانا ضروری ہوگا ورنہ نہیں۔فرمان باری تعالیٰ ہے''لا یکلّف اللہ نفساً الاّ وسعھا'۔(پ۳،ع۸،سورۂ بقرہ)۔ ترجمہ:اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔(کنزالایمان)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:ذوالفقاراحمدالرضوی العلیمی

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی شہید عالم رضوی

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید نے مولانا کو مؤنث کہدیا کیا وہ منافق ہوایانہیں اور جو اسے کہےاس کے بارے کیاحکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:اشتیاق محلّہ جیاپور بریلی شریف یوپی۔

الجواب اللہمّ ھدایۃالحقّ والصّواب: زیدنےاگرمولانا صاحب کواستہزاء وتمسخراًمؤنث کہا تو یہ مولانا صاحب کوایذاپہونچانا ہوا ،اور کسی مسلمان کوایذاپہونچانا خواہ ایذاءقولی ہو یاایذاءفعلی دونوں حرام قطعی ہیں۔فرمان تعالیٰ ہے''یٰاایّھاالذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیر منھم الخ''۔(پ۲۶،ع۱۴،سورۃالحجرات)۔یعنی اے ایمان والونہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔

(کنزالایمان)۔دوسری جگہ اللہ رب العزت ارشادفرماتا ہے''والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوافقداحتملوابھتاناً عظیماً''پ۲۲،ع۴،سورۃ الاحزاب)۔ یعنی جوایمان والے مردوں اورعورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اورکھلا گناہ اپنے سرلیا۔(کنزالایمان)۔ حدیث شریف میں ہے حضورﷺ ارشادفرماتے ہیں ''من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقداذی اللہ''۔یعنی جس نے کسی مسلمان کوایذادی اس نے مجھے ایذادی، اورجس نے مجھے ایذادی،اس نے اللہ جلّ مجدہ' کوایذاپہونچائی۔(بحوالہ فتاویٰ رضویہ،ص۲۱،ج۹،نصف اول)۔اس صورت میں زید ایذائے مسلم کے سبب حقوق العبادمیں گرفتاراورعنداللہ گنہگاررہو،الیکن معاذاللہ منافق نہیں۔جواسے منافق کہتا ہے وہ بھی ایذائے مسلم کا مرتکب ہے۔لھذاوہ شخص زید سےاورزیدمولاناصاحب سے معافی مانگے اوردونوں آئندہ ایسی باتوں سے اجتناب کریں اوراگر یوں ہی زیدکی زبان سے مؤنث کاصیغہ نکل گیاتوکوئی مواخذہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:ذوالفقاراحمدالرضوی العلیمی

التاریخ:۲۲جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ

السوال

کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ زیدنے بکر سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سو(۱۰۰)رحمتیں پیدا کی ہیں جس میں سے فقط ایک رحمت

زمین پر نازل کی ہے اور بقیہ ننانوے (۹۹) اپنے پاس رکھیں ہیں جس کو قیامت کے دن ظاہر فرمائے گا، تو بکر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف ایک ہی رحمت دی ہے اور ننانوے اپنے پاس ہی رکھیں ہیں یہ تو اللہ نے ہمارے ساتھ بڑی ناانصافی کی ہے، تو اس شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بحوالہ تحریر فرمائیں۔ بیّنوا توجروا۔

المستفتی حاجی عبداللہ صاحب پیر بہوڑا بریلی شریف بتاریخ: ۱۶ جون ۲۰۰۸ء

الجواب

باسمہ تعالیٰ الجواب اللھمّ ھدایۃالحقّ والصّواب: زید نے بکر سے جو بیان کیا بالکل صحیح ہے اور یہ مفہوم ہے اس حدیث پاک کا جسے امام ہمام حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب منہاج العابدین میں نقل فرمایا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے "ان لِلّٰہ تعالیٰ مائۃرحمۃ فواحدۃ منھا قسّم بین الجنّ والانس والبھائم فبھایتعاطفون وبھایتراحمون وادخرمنھا تسعۃً وتسعین لنفسہ لیرحم بہ عبادہ یوم القیامۃ"۔ (منہاج العابدین، مترجم ص ۲۵۸، مطبوعہ رضا ممبئی)۔ بکر اللہ وحدہ لاشریک کو غیر عادل یعنی ناانصافی کرنے والا بتانے کی وجہ سے خارج از ایمان ہو گیا، بیوی رکھتا ہو تو بیوی نکاح سے نکل گئی۔ اے غافل! سوچ تو ذرا اگر خالق کائنات انصاف نہ کرے گا تو پھر کون کرے گا؟ کیا یہ اس کا کم احسان ہے کہ اس نے

ہمیں ایک ہی رحمت عطا فرما کر اپنی معرفت، طریقۂ اہل سنت و جماعت کی پہچان، امتیٔ محبوب ہونے کا شرف اور ان کے علاوہ بے شمار ظاہری و باطنی نعمتوں سے مالا مال فرمایا۔لہذا بکر پر فرض ہے کہ وہ تجدید ایمان کرے ،اور بیوی رکھنا منظور ہوتو نکاح بھی از سر نو کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو علاقہ کے سارے مسلمان اس کا سخت بائیکاٹ کریں ۔فرمان باری تعالیٰ ہے ''واِمّا ینسینّک الشیطان فلا تقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین ''۔ (پ۷،ع۱۴،آیت ۶۸،سورۃ الانعام)۔ اور زید کو بھی چاہیے کہ قوم کے سامنے ایسی باتیں پیش نہ کرے جو ان کی سمجھ سے بالا تر ہوں ،اور اگر کبھی بیان بھی کرے تو ان کی صحیح وضاحت بھی کر دے ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ: ذوالفقار احمد الرضوی العلیمی

التاریخ: ۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین مومن نہیں تھے ولادت کے بعد حضور ﷺ نے خواب میں کلمہ پڑھایا پھر مسلمان ہوئے زید کا قول حق ہے یا باطل؟ زید کے لئے حکم شرع کیا ہے؟

المستفتی: غلام محمد کھجر یا کلاں ضلع رام پور۔

الجواب

باسمہ تعالیٰ الجواب اللھمّ ھدایۃالحقّ والصّواب: سیدی وسندی آقائی وملجائی امام اہل سنت فخر قوم وملت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ ارشاد فرماتے ہیں "مذہب صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے والدین کریمین حضرت سیدنا عبداللہ اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما اہل توحید واسلام ونجات تھے بلکہ حضور ﷺ کے آباء وامہات حضرت سیدنا عبداللہ وحضرت سیدتنا آمنہ سے حضرت آدم وحوا تک مذہب ارجح میں سب اہل اسلام و توحید ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید "ھوالّذی یراك حین تقوم و تقلّبک فی السّاجدین"۔ اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا نور ایک نمازی سے دوسرے نمازی کی طرف منتقل ہوتا آیا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ رب عزّ وجلّ نے نور اقدس کی نسبت فرمایا کہ اسے اصلاب طیّبہ اور ارحام طاہرہ میں رکھوں گا، اور رب عزّ وجلّ کبھی بھی کسی کافر کو طیّب وطاہر نہ فرمائے گا کیوں کہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے "انّماالمشرکون نجسٌ"۔ (فتاویٰ رضویہ، ص۲۸، ج۶)۔ قرآن وتفسیر وحدیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنھما پہلے ہی سے اہل توحید واسلام تھے۔ لہذا زید کا یہ کہنا کہ پہلے مومن نہیں تھے بعد میں مسلمان ہوئے غلط وباطل اور خلاف حدیث ہے اس کو چاہیے کے اپنے اس قول سے رجوع

کرے اور توبہ کرے۔اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لئے حضور اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ کا رسالۂ مبارکہ بنام "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: ذوالفقار احمد الرضوی العلیمی

التاریخ: ۵؍جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ مروجہ تعزیہ داری جائز ہے یا ناجائز؟ علم اٹھانا، مہندی چڑھانا، تخت یا تعزیہ کو عاشورہ کی رات میں گلی گلی گھمانا، گشت کرانا، تعزیہ پر فاتحہ دینا، محرم الحرام کی پہلی تاریخ سے دس (۱۰) تاریخ تک ڈھول، تاشے بجانا، اور تعزیہ کو عاشورہ کے دن مصنوعی کربلا میں دفن کرنا۔ شریعت مطہرہ میں ان کی اصل کیا ہے؟ حدیث وقرآن کی روشنی میں عام فہم جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: اشتیاق احمد گرگیا ضلع بریلی شریف یوپی۔

باسمہ تعالیٰ الجواب اللھمّ ھدایۃ الحقّ والصّواب: ہندوستان کی مروجہ تعزیہ داری، علم اٹھانا، مہندی چڑھانا، ڈھول، باجے، تاشے بجانا، تعزیہ پر شیرینی رکھ کر فاتحہ پڑھنا وغیرھا یہ ساری چیزیں ناجائز وحرام اور بدعت سیئہ ہیں۔ شریعت مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں، بلکہ یہ تو ظالم وجفا کار یزیدیوں کی اتباع ہے جوانہوں نے خاندان اہل بیت پر طرح طرح کے ظلم وستم ڈھانے اور واقعۂ کرب

وبلا کے بعد بطور شادیانہ ومبارک باد اپنی شیطانیت وحیوانیت کا ثبوت دیتے ہوئے انجام دیا تھا۔ مسلمانوں کو حتی المقدوران سے بچنالازم ہے۔ حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب ''فتاویٰ عزیزیہ'' میں فرماتے ہیں **''تعزیہ داری در عشرئہ محرم وساختن ضرائح وصورت وغیرہ درست نیست''**۔ یعنی عشرۂ محرم میں تعزیہ داری اور قبر وصورت وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے۔ آگے فرماتے ہیں **''تعزیہ داری کہ ھمچو مبتدعاں می کنند بدعت است وھمچنیں ساختن ضرائح و صورت وعلم وغیرہ ایں ھم بدعت ست وظاھر ست کہ بدعت سیئہ است''**۔ یعنی تعزیہ داری جیسا کہ بد مذہب کرتے ہیں بدعت ہے۔ اور ایسے ہی تابوت، قبروں کی صورت اور علم وغیرہ یہ بھی بدعت ہے، اور ظاہر ہے کہ بدعت سیئہ ہے۔ اور تحریر فرماتے ہیں کہ ''**ایں چوبھا کہ ساختۂ اوست قابل زیارت نیستند بلکہ ازالہ اند چنانچہ در حدیث شریف آمدہ** ''من رائ منکم منکراً فلیغیّرہٗ بیدہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان رواہ مسلم '' یعنی یہ تعزیہ جو کہ بنایا جاتا ہے زیارت کے قابل نہیں، بلکہ اس قابل ہے کہ اسے نیست ونابود کر دیا جائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں سے جو شخص کوئی خلاف شرع بات دیکھے

تو اسے اپنے ہاتھ سے ختم کرے، اور اگر ہاتھ سے ختم کرنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ (فتاویٰ عزیزیہ، ج۱ص۷۵/۷۶/۷۷)۔ اور کسی طرح تعزیہ کی مدد کرنا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں "**ایں ہم جائز نیست چراکہ اعانت بر معصیت می شود واعانت بر معصیت غیر جائز**" یعنی یہ بھی جائز نہیں ہے اس لئے کہ گناہ پر مدد ہے اور گناہ پر مدد کرنا ناجائز۔ مزید تفصیل کے لئے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرّہٗ کا رسالہ رسالۂ تعزیہ داری کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ واعلم۔

کتبہ: ذوالفقار احمد الرضوی العلیمی

التاریخ: ۲محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ وہابی، دیوبندی، غیر مقلد کے ذبیحہ کا گوشت کھانا اور اس کے ہاتھ سے جانور کو ذبح کروانا اور قربانی کے حصہ میں ان لوگوں کو شامل کرنا اور ان کے یہاں رشتہ کرنا کیسا ہے؟ اور اگر پہلے سے کوئی رشتہ ہو جیسے نانا، ماموں، باپ، بھائی، بہن، وغیرہ تو ان کے یہاں آنا جانا، کھانا پینا، کیسا ہے؟ اور اگر وہ ساتوں میں سے ایک حصہ میں شریک ہو گیا تو کیا ان چھ حضرات کی قربانی قبول ہو گی یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: غلام سرور رضوی
مقام پوسٹ اعظم نگر ضلع کٹیہار بہار یوپی۔

الجواب

باسمہ تعالیٰ الجواب اللّٰہمّ ہدایۃالحقّ والصواب: وہابیوں، دیوبندیوں، اور غیر مقلدوں کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار اور ان کے یہاں کا گوشت حرام ہے۔ فتاویٰ عالمگیری، ج۵ ص۵ میں ہے"فلاتوکل ذبیحۃاھل الشرك والمرتدّلانہ لایقرّعلی الدّین الّذی انتقل الیہ"۔ اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہل سنّت امام احمد رضا خان قدّس سرّہ ارشاد فرماتے ہیں "دیوبندی کا ذبیحہ مردار ہے اور دیوبندی کا بھجا ہوا گوشت اگر چہ مسلمان کا لایا ہوا ہو مردار ہے"۔ اور چند سطور کے بعد پھر فرماتے ہیں "وہابیہ اور رافضی کا ذبیحہ مردار ہے، اوران کے یہاں کا گوشت کھانا حرام ہے"۔ فتاویٰ ظہیریہ وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہما میں ہے"احکامھم احکام المرتدین"۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص۳۳۲)۔ ان کے یہاں آنا جانا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، شادی بیاہ کرنا، ناجائز وحرام ہے خواہ کیسا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں "ان مرضوا فلاتعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلّموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولاتؤاکلوھم ولاتناکحوھم ولا تصلّوا علیھم ولا

تصلوا معھم "۔ (مسلم شریف)۔ یعنی یہ بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ، مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ہی ان کے یہاں شادی بیاہ کرو، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو، اور نہ ہی ان کے ساتھ نماز ادا کرو۔ دوسری حدیث پاک میں ہے "ایّاکم وایّاھم لایضلّونکم ولایفتنونکم"۔ یعنی انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو، وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ مین نہ ڈال دیں۔(بحوالہ ملفوظات اعلیٰ حضرت قدّس سرّہ العزیز بنام الملفوظ حصہ ۲، ص ۸۸)۔ اور انہیں قربانی کے حصہ میں شامل کرنا بھی جائز نہیں اگر کسی نے ایک حصہ میں بھی شامل کرلیا تو اس جانور میں شریک ہونے والے اشخاص میں سے کسی بھی شخص کی قربانی نہیں ہوگی ۔حضرت علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" گائے کے شرکا میں سے ایک کافر ہے ، یا ان میں سے ایک شخص کا مقصد قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی"۔(بہار شریعت، ص ۱۴۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم، محمد خورشید مصطفیٰ غفرلہ۔

کتبہ: ذوالفقار احمد الرضوی العلیمی

المجیب ھو المصیب، محمد خورشید مصباحی۔ الجواب اصح محمد یونس رضا

الجواب: صحیح۔ محمد عبدالقادر نوری۔ التاریخ: ۸. ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ

من اجاب فقد اصاب، محمد صغیر احمد برکاتی۔

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص حضور ﷺ اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ نیز اپنے والدین کے ساتھ تمام محلے والوں کو برا بھلا کہتا ہے اور گالیاں بکتا ہے شخص مذکور کی بیوی اٹھائیس (۲۸) سال تک اس کے ااصلاح احوال کی منتظر رہی، اب چار سال سے اس سے اپنے تعلقات ختم کر کے اپنے بیٹوں کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے، کبھی کبھی اس کے بیٹے ان باتوں سے تنگ آ کر باپ پر ہاتھ اٹھا دیتے ہیں، کیا بچے ہاتھ اٹھانے سے اور بیوی الگ رہنے سے گناہگار ہوں گے؟ نیز فرمائیں کہ شخص مذکور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ جو اسلام کو بھول گیا اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں کیا یہ بات درست ہے؟

المستفتی: محمد اویس رضا قادری نوادہ شیخان پرانا شہر بریلی شریف یو پی۔

الجواب

الجواب اللہمّ هداية الحقّ والصّواب: گالی بکنا حرام اور کسی مسلمان کو گالی دینا خواہ وہ جاہل ہی کیوں نہ ہو، موجب فسق و فجور ہے۔ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''سباب المسلم فسوقٌ''۔ یعنی مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے ''سباب المسلم کاالمشرف علی الہلاکۃ'' یعنی مسلمان کو گالی دینے والا اس کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا

ہے۔(بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۹،ص۱۴۰)۔ ماں باپ کو گالی دینا اور اشد گناہ، استحقاق عذاب خدااور عاق کردئے جانے کا باعث ہے۔حدیث پاک میں ہے ”طاعة اللہ طاعةالوالدمعصیة اللہ معصیة الوالد “۔یعنی اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت اوراللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت۔دوسری حدیث میں ہے ”رضااللہ فی رضا الوالد وسخط اللہ فی سخط الوالد “۔ یعنی اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اوراللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔تیسری حدیث پاک ”الوالد اوسط ابواب الجنة فان شئت فاضع ذالک الباب اواحفظہ “ یعنی والد جنت کے سب دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے کھودے خواہ نگاہ رکھ۔(بحوالہ فتاویٰ رضویہ،ج۹، نصف اول،ص۵۸)۔ اولیاء کرام علیہم الرحمہ کو گالی دینا گمراہی اور جان عالم ﷺ کو گالی دینا کفروارتداد ہے۔حضرت سیدنا قاضی ابو یوسف علیہم الرحمہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ”ایّما رجلٍ مسلمٍ سبّ رسول اللہ ﷺ او کذبہ او عابہ او نقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبان منہ امرأتہ “۔ یعنی جو شخص مسلمان ہوکر حضور ﷺ کو دشنام (گالی) دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور ﷺ کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور مرتد ہوگیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی ۔(بحوالہ فتاویٰ

مرکزی دارالافتاء،ص۱۰۹)۔صورت مسئولہ میں شخص مذکور کافر و مرتد ہو گیا اس کی بیوی نکاح سے باہر ہوگئی۔لہذا بیوی کا شوہر کو چھوڑ کر اپنے بیٹوں کے ساتھ زندگی گذارنا بالکل صحیح ہے کہ اب اس کا شوہر سے کوئی تعلق نہ رہا۔البتہ بیٹوں کا باپ پر ہاتھ اٹھانا جائز نہیں کہ اب بھی وہ باپ ہی ہے۔ہاں اپنے باپ کو سمجھائیں کہ وہ تجدید ایمان کرلے اور آئندہ ایسی حرکتوں سے بالکل دور رہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:ذوالفقاراحمدالرضوی العلیمی

مــن اجـــاب فـــقـــد اصـــاب. محمد صغیراحمد برکاتی۔

التاریخ:۱۲ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) کسی مسجد کا متولی وہابی ہو اور داڑھی منڈا ہو اور وہ اپنے مطلب کا امام نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں رکھتا ہو ایسی حالت میں مسجد میں سنی مسلمانوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) اور جب سے وہ متولی ہے اور اپنے مطلب کا امام رکھتا ہے تو سنی مسلمانوں نے اس وقت سے ابتک جو نمازیں اس کی اقتداء میں پڑھیں ہیں ان کو دہرانا چاہئے یا نہیں؟ (۳) کیا وہ مولانا نیاز دلوانے کے لائق ہے؟ (۴) کیا وہ امام ممبر رسول پر بیٹھ کر میلاد پڑھنے کے لائق ہے؟ (۵) اور جو مولانا نئی عمر کے لڑکوں کا شوق رکھتا ہو اور غنڈوں کی پارٹی بھی رکھتا ہو، مسجد میں مرغا، مچھلی، بریانی بھی بناتا ہو، اور نئی عمر کے لڑکوں کو اور

اپنے گروہ کے لوگوں کو مسجد میں دعوت دیتا ہو اور متولی نے اس کے آرام کیلئے فرج بھی رکھوا دیا ہو، وہ اپنے وطن کو چھوڑ کر بیس (۲۰) سال سے بریلی میں قبضہ کئے ہوئے ہو، اس کے ساتھ مسجد میں نہاتا کپڑا دھوتا ہو، ایسی حالت میں کیا وہ مسجد، مسجد رہے گی جس میں یہ سب کام کرتے ہوں؟ کیا وہ امام امامت کے لائق ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح جواب عنایت فرمائیں کہ جس سے مسلمان گنہگار ہونے سے بچ سکیں۔

المستفتی: محمد عثمان جگیا پور پرانا شہر بریلی شریف یوپی۔

الجواب

الجواب اللھمّ ھدایۃالحقّ والصّواب: جو شخص پیشوایان وہابیہ ودیابنہ کے عقائد باطلہ اور اقوال کفریہ پر یقینی اطلاع کے باوجود انہیں اپنا پیشوا مانے یا انہیں مسلمان جانے یا ان کے کفر میں شک کرے بفتوا ہائے علماء حل وحرم ومفتیان عرب وعجم وہ شخص کافر ومرتد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری وظہیریہ میں ہے "احکامھم احکام المرتدین"۔ یعنی ان کے احکام مرتدوں کی طرح ہیں۔ لہذا اگر شخص مذکور دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانتا ہے تو وہ بھی کافر ومرتد ہے۔ ایسے کو مسجد کا متولی بنانا حرام ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے "ان اولیاءہٗ الّا المتّقون"۔ (پ۹، ع۱۸، سورۃ الانفال)۔ وہاں کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو فوراً تولیت سے برطرف کر کے جو سنی صحیح العقیدہ مسلمان متقی پرہیزگار ہو متولی بنائیں۔ اگر امام خود دیوبندی ہے تو ظاہر ہے کہ دیوبندی کو امام بنانا گناہ وناجائز اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا باطل محض، اصلاً نہ ہوگی، ان نمازوں کو دوبارہ

پڑھنا فرض ہے۔اور اگر امام سنی صحیح العقیدہ ہے مگر وہ دیوبندی سے ربط وضبط رکھتا ہے تو وہ فاسق معلن ہے۔اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اگر پڑھ لی تو ایسی نماز کا اعادہ واجب کہ دیوبندیوں کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سلام وکلام سب ناجائز وحرام ہے۔حدیث شریف میں ہے پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان مرضوا فلاتعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتم فلا تسلّموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم ولا تصلّوا معھم''۔

کتبہ: ذوالفقار احمد الرضوا لعلیمی

التاریخ: ۸ جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ